11

قادیان میں مکانوں کے کرایہ کے متعلق انتظام اور قادیان کی حفاظت کے متعلق بیرونی جماعتوں کا فرض

(فرمودہ یکم مئی 1942ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

"آج مَیں ایک ایسے معاملہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جو قادیان کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ ان ایام میں خطرہ بھی ہندوستان کے لئے بہت بڑھتا چلا جاتا ہے اور خطرہ سے زیادہ افواہیں بڑھتی جاتی ہیں اس لئے جماعت کے بہت سے احباب باہر سے اپنے خاندانوں کو قادیان بھجوا رہے ہیں اور یا تو یہ حالت تھی کہ قادیان میں بڑھتے ہوئے مکانوں کی وجہ سے کئی مکان خالی پڑے رہتے تھے اور یا آج یہ حالت ہے کہ عمارت بنانے کی دِقتوں کی وجہ سے مکان تو نئے بن نہیں رہے مگر مکین بہت زیادہ ہو رہے ہیں اور اس وجہ سے قادیان میں مکانوں کی خاص طور پر دِقّت محسوس ہو رہی ہے حتّٰی کہ بعض لوگوں کو مہینہ مہینہ مکان کی تلاش میں انتظار کرنا پڑا مگر پھر بھی مکان میسر نہ آیا۔ اس سلسلہ میں میرے پاس متعدد شکایات آئی ہیں۔ خصوصیت سے اس بارہ میں کہ وہ لوگ جن کے مکان یہاں ہیں بلاوجہ کرائے دُگنے تگنے کرتے جا رہے ہیں۔ اگر عام نگاہ سے دیکھا جائے تو بے شک مکان کے مالک کو اختیار ہے کہ کرایہ بڑھا سکے اور رہنے والے کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس مکان میں نہ رہے مگر جو جماعتیں نظام کی پابند ہوتی ہیں ان کے لئے ایسے عام قاعدوں پر عمل درست نہیں ہوتا۔ مَیں نے کئی دفعہ وضاحت کے ساتھ یہ بات بیان کی ہے کہ قادیان کی جماعت کا بڑا حصہ اس نظام سے فائدہ اٹھا رہا ہے جو یہاں

خدا تعالیٰ کے فضل سے منظم جماعت ہونے کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ یہ کوئی بہت دیر کی بات نہیں میری خلافت کے ایام کی ہی بات ہے کہ یہاں صرف ایک احمدی دکاندار سید احمد نور صاحب کابلی تھے اور وہ بھی شاکی رہتے تھے کہ ان کی دکان اچھی طرح چلتی نہیں پھر بعض وجوہ سے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت کی ترقی کے لئے پیدا کیں اسی مسجد میں اور اسی مقام پر مَیں نے جماعت کا ایک جلسہ کیا اور ان مشکلات کو جو اپنے ہمسائیوں کی وجہ سے پیش آ رہی تھیں دوستوں کے سامنے رکھیں اور ان کو اجازت دی کہ وہ جو فیصلہ چاہیں کر لیں۔ خواہ یہ فیصلہ کر لیں کہ صرف اپنی ہی دکانوں سے سَودا لینا ہے دوسروں سے نہیں اور چاہے یہ کہ دوسروں سے سودا لینے میں کسی قسم کی روک نہیں ہونی چاہئے۔ وہ جو بھی رائے دیں گے اسی کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ ہاں یہ پابندی مَیں نے لگا دی کہ دوست جو فیصلہ بھی کئے جانے کا مشورہ دیں گے اس پر قائم رہنے کے وہ پابند ہوں گے۔ انہیں اپنے ہی کئے ہوئے فیصلہ کے خلاف چلنے کا اختیار نہ ہو گا چنانچہ تمام جماعت نے بحیثیت مجموعی اس امر کا فیصلہ کیا کہ ان حالات میں وہ یہی پسند کرتے ہیں کہ احمدی دکانداروں سے سَودا لیا جائے۔ سوائے چھ سات دوستوں کے جنہوں نے کہا کہ وہ ایسی پابندی کو پسند نہیں کرتے اور باوجود اس بارہ میں کثرت رائے ہونے کے کہ دوسروں سے سَودا نہ لیا جائے۔ مَیں نے ان چھ سات کو یہ اجازت دے دی کہ جس سے چاہیں سودا لے لیں اور باقی سے کہہ دیا کہ چونکہ انہوں نے خود یہ فیصلہ کیا ہے۔ اس لئے وہ پابند ہیں کہ آئندہ احمدی دکانداروں سے سَودا لیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ساٹھ سترّ بلکہ قریباً ایک سَو دکانیں یہاں احمدیوں کی ہیں اور ان میں سے بعض اچھی حیثیت کے ہیں۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ یہاں کی ساری تجارت احمدیوں کے ہاتھ میں ہے اور نہ ہی ہمارا یہ منشاء تھا بلکہ اس وقت بھی بعض ایسی صورتیں پیدا کی گئی تھیں کہ جن کے ماتحت بعض دوسرے دکاندار بھی ہمارے ساتھ مل سکتے تھے اور ان کو اس پابندی سے مستثنیٰ کیا جا سکتا تھا اور ان کے مطابق ہمیشہ بعض ہندو، سکھ اور غیر احمدی دکاندار مستثنیٰ کئے گئے اور دوستوں کو اجازت دی گئی کہ ان سے سودا لے سکتے ہیں مگر پھر بھی اس پابندی کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہاں احمدیوں کی تجارت ایسی معقول ہے کہ سارے پنجاب میں کسی اَور جگہ مسلمانوں کے ہاتھ میں اس طرح نہیں ہے۔ اور اس فیصلہ کی وجہ سے

کم سے کم دو ہزار مرد، عورتیں اور بچے مستفید ہو رہے ہیں اور یہ نظام کا ہی فائدہ ہے جو وہ اٹھا رہے ہیں بلکہ میرا خیال ہے کہ دو ہزار سے بھی زیادہ لوگ فائدہ اٹھا رہے ہوں گے۔ یہ کم سے کم اندازہ ہے جو مَیں نے لگایا ہے کیونکہ مزدور پیشہ اور کاریگر بھی اس معاہدہ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ شروع میں دِقتیں اور مشکلات بھی پیدا ہوئیں جماعت کے دوستوں کو قربانیاں بھی کرنی پڑیں تجارت سے ناواقف دکاندار مہنگے سودے لاتے اور مہنگے ہی فروخت کرتے۔ لیکن کوئی تو اپنے شوق سے کوئی اپنے عہد کی پابندی کی وجہ سے اور کئی جو کمزور تھے۔ نظام کے ڈر سے انہی سے سودا لیتے۔ سالہا سال تک یہاں کے احمدیوں نے دوسروں کی نسبت گراں سَودے خریدے اور اس طرح اگر جمع کیا جائے تو لاکھوں روپیہ کا نقصان انہوں نے اٹھایا اور تاجروں اور کاریگروں نے فائدہ اٹھایا۔ یہ سب نظام کی وجہ سے ہی ہوا۔ جماعت نے قربانی کی جنہوں نے خلاف ورزی کی ان کو نظام کے ماتحت سزائیں دی گئیں اور ان سزاؤں کا فائدہ بھی دکانداروں کو ہوا۔ اگر یہاں ہمارا نظام قائم نہ ہوتا تو یہاں کے دکاندار یہ فائدہ نہ اٹھا سکتے۔ اس معاہدہ کے باوجود بعض سے کمزوریاں سرزد ہوئیں اور نظام کے ماتحت ان کو پکڑا گیا اور سزائیں دی گئیں۔ بعض بعد میں آنے والوں نے کہا کہ ہمیں پتہ نہ تھا تو ان کو بلایا اور سمجھایا گیا اور پھر بھی انہوں نے اصرار کیا تو ان کو سزائیں دی گئیں اور مجبور کیا گیا کہ احمدی دکانداروں سے ہی سودا خریدیں۔ یہ نظام ہی کا فائدہ تھا جو دکانداروں نے اٹھایا۔ اسی طرح نظام کے اَور بھی فائدے ہیں۔ کسی کی چوری ہو جائے کسی کو مارا جائے تو وہ نظام سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ لوگ اس کی مدد کے لئے آگے پیچھے دوڑتے اور ظلم کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ باہر بھی تو مسلمان رہتے ہیں مگر ان کا کوئی نگران نہیں اور کوئی ان کی تائید کرنے والا نہیں اور کوئی ان کو ظلموں سے بچانے والا نہیں۔ یہ قادیان میں جماعت کی تنظیم کا ہی نتیجہ ہے کہ یہاں کے لوگ ہر قسم کے فائدے اٹھاتے ہیں مثلاً یہاں کمیٹی قائم ہے اور اس میں احمدیوں کو پورا پورا حق مل رہا ہے، باہر بھی ایسے علاقے ہیں جہاں مسلمان بڑی تعداد میں بستے ہیں۔ مگر وہ اپنا پورا حق حاصل نہیں کر سکتے۔ دوسرے ان کو باہم لڑا دیتے ہیں ان کا آپس میں جھگڑا کرا دیتے ہیں ایک دوسرے کا مدمقابل بنا دیتے ہیں اور پھر خود ان کے حق پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ اس لئے یہاں کا

کوئی مکان والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرا مکان ہے جس کرایہ پر چاہوں دوں، بلکہ ہمیں معقولیت کے ساتھ دیکھنا ہوگا کہ کس حد تک اور کس صورت میں کرایہ بڑھانے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ ایک اَور ناجائز پہلو بھی میرے علم میں آیا ہے کہ بعض بہانے سے چابیاں منگواتے ہیں مثلاً یہ کہہ کر کہ صفائی کرانی ہے یا سفیدی کرانی ہے اور اس طرح مکان پر قبضہ کر کے دوسرے کو زیادہ کرایہ پر دے دیتے ہیں۔ یہ نہایت ہی ناجائز بات ہے اور بددیانتی ہے۔ جہاں ہم اس بات پر غور کرسکتے ہیں کہ کہاں تک جائز طور پر مکان والوں کو اپنے لگائے ہوئے روپیہ سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ وہاں اس جھوٹ اور بددیانتی کو کبھی گوارا نہیں کرسکتے جو کسی مذہبی جماعت میں جائز نہیں۔ پس جہاں تک اس پہلو کا تعلق ہے۔ مَیں یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ بددیانتی ہے۔ جس کے ساتھ ایسا دھوکا کیا جائے وہ فوراً امور عامہ میں رپورٹ کرے اور ایسے شخص کے ساتھ نظام کے ماتحت ہم وہی معاملہ کریں گے جو بددیانت اور خائن سے کرتے ہیں۔ پس جن لوگوں کو یہ شکایت ہو کہ ان کے ساتھ اس طرح کی بددیانتی کی گئی ہے مَیں ان کو اطلاع دیتا ہوں کہ ان کو حق ہے کہ فوراً امور عامہ میں رپورٹ کریں اور مَیں امور عامہ کو ہدایت کرتا ہوں کہ ایک الگ افسر مقرر کرے جس کا کام ان دنوں میں ایسے جھگڑوں کی تحقیقات ہو مگر جیسا کہ مَیں نے بارہا کہا ہے امور عامہ کو کسی کو سزا دینے کا کوئی حق نہیں سوائے اس کے کہ انتظامی پہلو کی سزا ہو۔ اس لئے ایسے معاملات قضاء میں پیش ہوں اور اگر قاضیوں کی موجودہ تعداد کافی نہ ہو تو ان معاملات کے لئے مزید قاضی مقرر کئے جاسکتے ہیں جنہیں یہ حکم ہو کہ وہ تین دن کے اندر اندر ایسے معاملہ کا فیصلہ کردیں۔ پس مَیں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر کسی نے کسی سے وعدہ کیا اور پھر بغیر کسی شرعی اور قانونی حق کے اسے مکان نہیں دیا یا دھوکا دے کر چابیاں لے لیں تو وہ فوراً امور عامہ میں رپورٹ کرے جہاں اس کی حق رسی کی جائے گی۔ مگر اس سوال کا ایک اَور پہلو بھی ہے جسے باہر سے آنے والوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ جو لوگ یہاں مکان بناتے ہیں وہ برکت کے لئے اور اخلاص کے ماتحت بناتے ہیں۔ کسی پر پانچ ہزار، کسی پر دس ہزار روپیہ خرچ آتا ہے بلکہ بعض مکانوں پر تو بیس بیس ہزار روپیہ بھی خرچ آیا ہے۔ ہندوستان میں عام دستور کے ماتحت چھ روپیہ فیصدی

مکان کی آمدنی جائز سمجھی جاتی ہے اور سمجھا یا جاتا ہے کہ ایک دو روپیہ فی صدی مرمت وغیرہ پر خرچ آتا ہے۔ ایک دو فیصدی اس کی بوسیدگی کا اور باقی تین چار روپیہ مالک کے روپیہ کا حق ہے اور عام تجارتوں کے لحاظ سے یہ زیادہ نہیں۔ تاجر لوگ اس سے بہت زیادہ نفع کماتے ہیں۔ دو سو روپیہ سے جو تجارت شروع کی جائے۔ وہ سال میں ڈیڑھ دو سو روپیہ منافع لاتی ہے۔ گویا سو فی صدی منافع ہوتا ہے اور اگر اس میں سے کام کرنے والے کی مزدوری بھی وضع کی جائے تو خالص تجارتی منافع 50 فی صدی تک چلا جاتا ہے مکان پر جو روپیہ لگایا جائے۔ اس میں چونکہ خطرہ کم ہوتا ہے اور وہ دوسری تجارتوں کی نسبت زیادہ محفوظ ہوتا ہے۔ اس واسطے چھ فیصدی کرایہ کم نہیں۔ لیکن یہ زیادہ بھی نہیں اور عام طور پر یہ شرح جائز سمجھی گئی ہے اور اگر کسی کو اتنا کرایہ مل جائے تو مرمت وغیرہ کا خرچ اور مکان بوسیدگی کا معاوضہ اگر مدنظر رکھا جائے تو یہ منافع کم یا زیادہ نہیں ہے لیکن یہاں کرائے اس نسبت سے بہت کم ہیں۔ جس مکان پر پانچ ہزار روپیہ لگا ہو۔ چھ فیصدی کے لحاظ سے اس کا کرایہ 25 یا 30 روپیہ ماہوار چاہئے۔ مگر یہاں ایک بھی مکان ایسا نہیں جو اتنے کرایہ پر چڑھا ہوا ہو بلکہ پندرہ روپیہ بھی شاید ہی کسی ایسے مکان کا کرایہ ہو بالعموم آٹھ آٹھ دس دس روپیہ کرایہ ایسے مکان کا ہوتا ہے۔

مجھے یاد ہے ہمارے ایک عزیز نے یہاں مکان بنوایا وہ میری ہی معرفت بنا اور میرے ہی ذریعہ اس پر روپیہ خرچ کیا گیا اس پر قریباً 27 سَو روپیہ خرچ آیا تھا مگر ایک دفعہ انہیں اسے کرایہ پر دینے کی ضرورت محسوس ہوئی تو کوئی چھ روپیہ کرایہ بھی دینے کو تیار نہ تھا۔ حالانکہ عام مروّجہ شرح کے لحاظ سے اس کا کرایہ 12، 13 روپیہ ماہوار ہونا چاہئے تھا مگر چھ روپیہ بھی نہ مل سکا۔ اگرچہ اب اگر وہ اسے خالی کر دیں تو ممکن ہے 15، 16 بھی کوئی دے دے۔ مگر جنگ سے قبل چھ روپیہ بھی بمشکل مل سکتا تھا، مَیں اس لئے کہتا ہوں کہ ایک شخص چھ روپیہ دینے کو تیار ہوا تھا مگر بعد میں انکار کر دیا۔ اگر چھ روپیہ مل جاتا تو اس کے معنے ہوئے 72 روپیہ سال۔ اس میں سے اگر 12 روپیہ بھی معمولی مرمت وغیرہ کے نکال دیئے جائیں تو باقی ساٹھ بچے اور اگر ساٹھ کو 2700 پر پھیلایا جائے تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ 2½ فیصدی سے بھی کچھ کم۔ اور یہ کوئی منافع نہیں بعض حالتوں میں بنک کا سُود بھی اس سے زیادہ ہوتا ہے حالانکہ

مکان پر خرچ بھی آتا رہتا ہے اور جو مکان بنایا جائے وہ بیس تیس یا چالیس سال تک یوں بھی بوسیدہ ہو جاتا ہے اور کرایہ پر دینے والے کو یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ کرایہ میں سے اتنی بچت بھی کرے کہ جس سے اسے دوبارہ بنا سکے۔ ورنہ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ کرایہ میں ہی مکان ختم ہو گیا۔

پس اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے شہروں میں جس نسبت سے کرائے ہوتے ہیں۔ قادیان میں اس سے نصف سے بھی کم ہیں۔ اس لئے اگر مناسب طور پر کرایوں میں اضافہ ہو جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ جن لوگوں نے یہاں مکانوں پر روپیہ لگایا ہوا ہے۔ وہ اگر دس سال یا پندرہ سال نقصان اٹھاتے رہے ہیں تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ اب بھی نقصان اٹھائیں اور ہمیشہ وہی قربانیاں کرتے جائیں۔ باہر والوں کو بھی کچھ قربانی کرنی چاہئے۔ آخر جنگ کی وجہ سے وہ فائدے بھی اٹھا رہے ہیں۔ جن لوگوں کی آمدنی دس دس بارہ بارہ روپیہ ماہوار تھی۔ وہ اب ستّر، اسّی بلکہ سَو سَو روپیہ ماہوار کما رہے ہیں اور جب وہ خود فائدہ اٹھا رہے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ان مکان والوں کو فائدہ پہنچائیں۔ جنہوں نے دس بیس سال تک اپنا روپیہ بند کئے رکھا اور اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں اٹھایا۔ مَیں نے سنا ہے کہ نظارت امور عامہ نے حکم دیا ہے کہ کرائے نہ بڑھائے جائیں مگر یہ ٹھیک نہیں۔ دیکھنا یہ چاہئے کہ مکان پر کتنا روپیہ خرچ آیا ہے اور اس روپیہ پر کتنا نفع تجارتی طور پر ملنا چاہئے۔ گو قادیان اتنا بڑا شہر نہیں کہ لاہور، امرتسر کی طرح یہاں کے کرائے ہوں۔ لیکن ان شہروں میں تو کرائے بہت زیادہ ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ لاہور میں بعض اوقات کسی نے دو ہزار میں کوئی دکان لی ہے تو اس کا کرایہ بھی تیس چالیس مل جاتا ہے۔

پس جہاں میں ایسے بد دیانت لوگوں کو ہوشیار کرتا ہوں جو چند روپوں کے لالچ میں آکر دھوکا کرتے اور احمدیت کو داغ لگاتے ہیں وہاں باہر سے آنے والوں کو بھی یہ کہتا ہوں کہ وہ بھی اس بات پر اصرار نہ کریں کہ پہلے جو کم کرائے تھے وہی رہیں اور مکان والوں سے ہی قربانی کا مطالبہ کرتے جائیں۔ وہ یہاں اپنے فائدہ کے لئے آتے ہیں اور اس رنگ میں ان کا آنا دین کے لئے کوئی ایسی قربانی نہیں کہ وہ مکان والوں سے بھی قربانی کا مطالبہ کریں۔ ایسا مطالبہ

اس صورت میں کیا جا سکتا تھا جب وہ دین کی خاطر یہاں آتے۔ قرآن کریم نے انصار کی تعریف کی ہے کہ انہوں نے مہاجرین کو اپنے مکان تک تقسیم کر دیئے۔[1] مگر مہاجرین تو مدینہ میں دین کے لئے اپنی جانیں لڑانے کے لئے آئے تھے اور یہاں تو یہ حالت ہے کہ مرد تو باہر ہیں اور عورتوں بچوں کو یہاں بھیج رہے ہیں کہ قادیان والے ان کی حفاظت کریں۔ وہ گویا قادیان والوں سے اس رنگ میں فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اس صورت میں اگر یہ کہا جائے کہ قادیان والے اپنے مکانوں کے جائز کرائے بھی نہ لیں۔ تو یہ ظالمانہ فیصلہ ہو گا اور اندھیر نگری چوپٹ راجہ والی مثال صادق آئے گی۔ ہاں اگر یہاں لوگ دین کی خاطر جمع ہوں تو یہاں کے لوگوں سے قربانی کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر یہاں کے لوگوں سے ان کے مکان خالی کرائے جاتے ہیں تا مہمان ٹھہر سکیں اور کسی کو ایک پیسہ بھی نہیں دیا جاتا۔ اسی طرح اگر کسی وقت قادیان کی حفاظت کا سوال پیدا ہو اور باہر سے لوگوں کو اس کے لئے بلایا جائے تو کیا ان کے لئے کرایہ پر مکان حاصل کئے جائیں گے۔ اس وقت تو ہر مخلص سے امید کی جائے گی کہ وہ بغیر کرایہ کے اپنا مکان باہر سے آنے والوں کے لئے چھوڑ دے۔ مگر جب یہاں رہائش کی غرض دنیوی ہو بلکہ یہ کہ یہاں ان کے بیوی بچوں کی حفاظت کی جائے تو یہ امید رکھنا کہ یہاں کے لوگ جائز طور پر مکانوں کا کرایہ بھی نہ لیں درست نہیں اور جو فائدہ لاہور، امرتسر اور دوسرے شہروں کے لوگ سالہا سال سے اٹھا رہے ہیں۔ یہاں کے لوگ اب بھی نہ اٹھائیں کسی طرح مناسب نہیں۔ پس مَیں امور عامہ کو یہ ہدایت کرتا ہوں کہ ایک کمیٹی مقرر کی جائے جس کے نصف ممبر کرایہ داروں میں سے ہوں اور نصف مالکان مکانات میں سے۔ کرایہ وغیرہ کے متعلق باہر سے بھی معلومات حاصل کی جائیں اور پتہ کیا جائے کہ عام رواج کیا ہے اور پھر یہاں کے مکانوں کے متعلق یہ معلوم کر کے کہ کتنا روپیہ کسی مکان پر لگا ہے اور اس کے مطابق اس کے کرایہ میں مناسب اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ مکان کا کرایہ اس روپیہ کے مطابق ہونا چاہئے جو اس کی تعمیر پر خرچ آیا ہے۔ اگرچہ اسے قاعدہ کلّیہ نہیں بنایا جا سکتا۔ کیونکہ بعض دکانیں وغیرہ ایسے موقع پر ہوتی ہیں کہ گو ان پر روپیہ کم خرچ آیا ہو مگر موقع کے لحاظ سے ان کا کرایہ زیادہ ہوتا ہے۔ ایسی استثنائی صورتوں کو چھوڑ کر باقی مکانوں کے کرائے ان کی

لاگت کے لحاظ سے ہونے چاہئیں۔ ہاں موقع کا لحاظ ضروری ہے۔ ایک مکان آبادی سے تین چار میل دور ہو تو خواہ اس پر دس ہزار روپیہ کیوں نہ خرچ آیا ہو۔ اس کا کرایہ خرچ کے لحاظ سے نہیں ہو سکتا۔ پس نظارت امورِ عامہ کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ یہاں مکانوں کے کرائے نہ تو حد سے بڑھ جائیں اور نہ گر جائیں۔ کرایوں کا اندازہ کیا جائے۔ گورداسپور اور بٹالہ سے معلومات حاصل کی جائیں اور پھر ایک حد مقرر کر دی جائے اور جو لوگ پہلے سے مکانوں میں رہتے ہیں۔ مقررہ اضافہ کا ان سے بھی مطالبہ کیا جا سکتا ہے اور اگر وہ زیادہ نہ دینا چاہیں تو مکان خالی کر دیں لیکن اگر وہ اضافہ منظور کر لیں تو پھر ان کو نکالا نہیں جا سکتا۔ سوائے اس کے کہ مالک مکان کو خود ضرورت ہو یا اس کے ایسے رشتہ دار کو جس کا گزارہ اسی پر ہے مثلاً کسی کی بیوی یا بچے اور جو شخص اپنا مکان خالی کرانا چاہے اس کا زبانی کہنا کافی نہیں بلکہ اسے چاہئے کہ تحریری نوٹس دے جس میں وجہ لکھے کہ وہ کیوں خالی کرانا چاہتا ہے اور وہ نوٹس امورِ عامہ کو دیا جائے جو اس بات کی تحقیق کرے گا اور اگر یہ ثابت ہوا کہ مکان صرف بہانہ سے خالی کرایا گیا ہے تا دوسرے سے زیادہ کرایہ وصول کیا جا سکے تو ایسے شخص کا مکان کسی احمدی کو لینے کی اجازت نہیں دی جائے گی کیونکہ اس نے دھوکا کیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسا شخص اپنا مکان کسی غیر احمدی کو دے دے۔ اس صورت میں بھی اسے سلسلہ کی طرف سے کوئی دوسری سزا دی جائے گی اور اگر اس نے اس سے بھی بچنے کا کوئی اَور ذریعہ تجویز کر لیا تو سلسلہ بھی اسے سزا دینے کا کوئی اَور جائز ذریعہ اختیار کرے گا۔

پس مَیں اعلان کرتا ہوں کہ کسی کو اجازت نہیں کہ اپنے مکان سے کرایہ دار کو بلاوجہ نکالے، اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کے مکان کا کرایہ زیادہ ہونا چاہئے تو چاہئے کہ وہ امورِ عامہ میں دعویٰ کرے اور وہ دیکھے کہ مکان کتنے میں بنا تھا۔ آج کا حساب نہ لگایا جائے کیونکہ آج تو بیس اکیس روپیہ ہزار اینٹ ملتی ہے بلکہ یہ دیکھا جائے کہ جب یہ مکان بنا اس وقت لاگت کیا تھی۔ اس وقت کی قیمت دیکھی جائے اور اس کے لحاظ سے مکان کا جائز کرایہ دلایا جائے اور اگر کوئی کرایہ دار وہ کرایہ نہ دے تو بے شک مالک کو حق ہو گا کہ اسے خالی کرالے اور نظام اس کے خالی کرانے میں اس کی مدد کرے گا لیکن اگر کوئی شخص دھوکا اور بہانہ سے اور اپنے حق

سے زیادہ کرایہ حاصل کرنے کے لئے کسی کو نکالے گا تو اس وقت کرایہ دار کی حمایت کی جائے گی۔ پس نظارت امور عامہ اس بات کا خیال رکھے کہ نہ مالک مکان کو نقصان ہو اور نہ کرایہ دار کو۔ اگر کسی مکان کا کرایہ مناسب اور صحیح ہے تو کرایہ دار کو نکالا نہیں جا سکتا اور اگر صحیح نہیں تو اسے بڑھایا جا سکتا ہے جو کرایہ دار کو دینا ہو گا ورنہ مکان خالی کر دینا ہو گا۔ جو لوگ باہر سے آتے ہیں اور کرایہ پر مکان تلاش کرتے ہیں۔ مَیں ان کو بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایسے تکلیف کے ایام میں ضروری نہیں کہ عمدہ اور پختہ مکانوں میں ہی رہا جائے۔ لوگ تکلیف کے وقت شہروں کو چھوڑ کر خیموں اور چھپروں میں بھی گزارہ کر لیتے ہیں۔ اس لئے جن لوگوں کو مکان نہیں مل رہے وہ کوئی عارضی انتظام کر لیں۔ سلسلہ کے مشورہ سے کوئی زمین لے لی جائے اور وہاں چھپر وغیرہ ڈال لئے جائیں یا ایسے سامان کر لئے جائیں جنہیں بعد میں آسانی سے اتارا جا سکے مثلاً بانس کی چھتیں ڈال لی جائیں۔ سندھ میں ہم نے جو مکان اپنی رہائش وغیرہ کے لئے بنائے ہیں سالہا سال ان کی چھتیں بانسوں کی ہی رہیں اور اب تک ان میں سے اکثر کی چھتیں بانسوں کی ہیں اور وہاں ہمارے جو افسر رہتے ہیں وہ سب ایسے ہی مکانوں میں رہتے ہیں اور پنجابی تو چند سالوں سے وہاں گئے ہیں۔ سندھی لوگ کئی سو سالوں سے اسی طرح کے مکانوں میں رہتے ہیں۔ پس ایسے مکان یہاں بھی تیار کرائے جا سکتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اس طرح کے مکان بنانے میں تھوڑا سا نقصان ہو گا لیکن یہ امید نہیں رکھنی چاہئے کہ خطرہ کی حالت ہو اور اس سے بچنے کے انتظام کرنے میں کوئی نقصان بھی نہ ہو۔ پس اگر دوست چاہیں تو ایسے ساٹھ ستر بلکہ سَو مکان بنائے جا سکتے ہیں۔ دیواریں اینٹوں کی اور چھتیں بانس کی ہوں۔ بعد میں ان اینٹوں کو فروخت بھی کیا جا سکتا ہے یا پھر پکی اینٹوں کے مکان بنا دیئے جائیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ پختہ مکان اس وقت بنانا تو سراسر نقصان ہے کیونکہ اینٹ جو پہلے آٹھ روپیہ میں ہزار ملتی تھی بلکہ ادنیٰ درجہ کی چھ روپیہ میں بھی ہزار مل جاتی تھی اب بیس اکیس روپیہ ہزار ملتی ہے۔ گویا پہلے جو مکان پانچ ہزار میں تیار ہو سکتا تھا اب پندرہ ہزار میں ہو گا اور اتنی لاگت سے اس وقت مکان بنایا جائے۔ کیا امید کی جا سکتی ہے کہ جنگ کے بعد کوئی شخص اس کا کرایہ تین ہزار روپیہ کی مالیت کے مکان کے کرایہ کے برابر بھی دے گا۔ پس ان حالات میں روپیہ کو خطرہ میں ڈالنا نادانی ہے۔ اس وقت تو

معمولی کچے مکان بنا لینے چاہئیں اور جو لوگ اتنی معمولی تکلیف بھی نہیں اٹھا سکتے وہ اپنے اپنے شہروں میں رہیں۔

پس جو شخص اس وقت کرایہ پر کسی مکان میں رہتے ہیں وہ اگر نظارت امور عامہ کا فیصلہ کردہ کرایہ ادا کریں تو انہیں مکان سے نکالنے کی ہرگز اجازت نہیں خواہ دس گنا زیادہ کرایہ کیوں نہ ملے اور خواہ پانچ کے بجائے پچاس روپیہ کوئی دوسرا دینے والا کیوں نہ ہو اور جو لوگ دھوکا یا بہانہ سے کسی کو اپنے مکان سے نکالیں ان کا علاج بھی مَیں نے بتا دیا ہے۔ ایک پہلو رہ گیا ہے اور وہ یہ کہ بعض لوگ معاہدات کر لیتے ہیں کہ مثلاً دو یا تین سال تک مکان خالی نہ کرایا جاسکے گا۔ ایسے معاہدات کی بھی پابندی کی جانی چاہئے۔ یہ مومن کی شان نہیں کہ چند پیسوں کے لئے معاہدہ کی خلاف ورزی کرے۔

اس کے بعد مَیں ایک اَور بات کہنا چاہتا ہوں اور جو قادیان سے ہی تعلق رکھنے والی ہے اور اسی کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر مَیں نے اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ خطرہ کے وقت جو احمدی مرد اور عورتیں اپنے کو خطرہ میں محسوس کریں وہ قادیان آجائیں مگر ہو یہ رہا ہے کہ لوگ عورتوں اَور بچوں کو یہاں بھیجتے جاتے ہیں اَور خود باہر ہیں جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا قادیان دنیوی نقطۂ نگاہ سے غیر محفوظ مقام ہے۔ اس لئے مَیں باہر کی جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی جگہ فیصلہ کر کے اطلاع دیں کہ اگر کسی وقت خطرہ محسوس ہو تو وہ قادیان کی حفاظت کے لئے کتنے کتنے مرد بھیج سکیں گے۔

پنجاب کی سب جماعتیں جلد سے جلد اس کا فیصلہ کر کے اطلاع دیں۔ یہاں ہماری مقدس عمارتیں اور شعائر اللہ ہیں اَور ان کی حفاظت صرف قادیان والوں کا ہی فرض نہیں بلکہ سب جماعت احمدیہ کا ہے۔ دور دور کی جماعتوں سے تو مَیں فی الحال نہیں کہتا لیکن پنجاب کی سب جماعتیں اس کے متعلق فیصلہ کر کے جلدی اطلاع دیں۔ ضلع گورداسپور میں ہی احمدیوں کی تعداد پچیس تیس ہزار کے قریب ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ کم سے کم پانچ ہزار مرد ضرور ہیں اور اس وجہ سے اس ضلع سے ڈیڑھ ہزار آدمی بآسانی مل سکتے ہیں۔ سیالکوٹ کا ضلع بھی ایک ہزار کے قریب دے سکتا ہے۔ ہوشیار پور اور جالندھر کے اضلاع مل کر ایک ہزار آدمی

دے سکتے ہیں اسی طرح لاہور، گوجرانوالہ، شیخوپورہ اور امرتسر مل کر ایک ہزار دے سکتے ہیں۔ پس بجائے اس کے کہ باہر کی جماعتیں عورتوں اور بچوں کو یہاں بھیج کر خطرہ کو بڑھائیں یہ فیصلہ کریں کہ اگر خطرہ کا وقت آیا تو وہ کتنے مرد قادیان کی حفاظت کے لئے یہاں بھجوائیں گے۔ مَیں یہ تو نہیں کہتا کہ اس وقت میرے سامنے جو لوگ بیٹھے ہیں وہ سب کے سب مومن ہیں لیکن مَیں یہ یقین رکھتا ہوں کہ شعائر اللہ کی حفاظت کا اگر موقع آیا تو ایک بھی مومن پیچھے نہ ہٹے گا اور اس انصاری[2] کی طرح جس کا ذکر مَیں نے 17 اپریل کے خطبہ میں کیا تھا، ہم میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ جب تک دشمن ہماری لاشوں پر سے نہ گزرے وہ شعائر اللہ تک نہ پہنچ سکے گا۔ اس میں بوڑھے اور بچے کا بھی کوئی فرق نہیں۔ بوڑھے اور بچے بھی ایمان کے ماتحت شاندار قربانیاں کر سکتے ہیں بلکہ بوڑھا تو موت کے زیادہ قریب ہوتا ہے اور ہمارا فرض یہی ہے کہ ہم شعائر اللہ کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں لڑا دیں۔ اس کے بعد ہماری ذمہ واری ختم ہو جائے گی اور مجھے یقین ہے کہ جماعت کے مومن خواہ وہ یہاں ہوں یا باہر۔ وہ اس فرض کو ادا کرنے سے کبھی پیچھے نہ ہٹیں گے۔ ہاں جو منافق یا کمزور ہیں ان کی بات علیحدہ ہے۔ ایسے لوگ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں بھی شور مچاتے رہتے تھے اور آج بھی مچاتے ہیں مگر ان کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ پس دوستوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ قادیان کی حفاظت ان کا بھی ویسا ہی فرض ہے جیسا یہاں رہنے والوں کا اور اگر اس کا موقع آیا تو وہ غفلت نہ کریں گے۔ اور اگر وہ اپنی طرف سے غفلت نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی کمزوریوں پر پردہ ڈال دے گا اَور جو جو کام ان کی طاقت سے باہر ہو گا اسے خود کر دے گا۔

غرض میری جلسہ سالانہ کی تقریر کا مطلب غلط سمجھا گیا ہے۔ میرا یہ مطلب نہ تھا کہ صرف عورتوں اور بچوں کو یہاں بھجوا دیا جائے بلکہ یہ تھا کہ ساتھ مرد بھی ہوں۔ کثرت کے ساتھ عورتوں اور بچوں کو یہاں بھیج دینے کا ایک نتیجہ تو یہ ہوا ہے کہ مکانوں کی سخت دِقّت محسوس ہو رہی ہے بلکہ پہلے سے رہنے والوں کو بھی تکلیف ہوئی ہے اور دوسری طرف قادیان کی حفاظت کا سوال بھی خطرناک ہو گیا ہے۔ مَیں نے جو کہا ہے اس سے یہ مطلب نہیں کہ ضرور کوئی خطرہ ہے۔ البتہ افواہیں بہت پھیل رہی ہیں اور افواہوں میں لوگ بہت مبالغہ سے

کام لیتے ہیں اَور ان افواہوں کی وجہ سے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انگریزوں کو ضرور شکست ہو گی حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ انگریزوں کو بے شک بعض شکستیں ہوئی ہیں لیکن ان کا یہ لازمی نتیجہ نہیں کہ انجام کار بھی ان کو ضرور شکست ہو گی۔ جب فرانس کو شکست ہوئی ہے اس وقت انگریز آج کی نسبت بہت زیادہ کمزور تھے اور آج تو دو سال بعد وہ بہت زیادہ طاقتور ہو چکے ہیں۔

فرانس کی شکست کے وقت ان کے لئے خطرہ بہت زیادہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس رؤیا کے مطابق جو مَیں نے دیکھا تھا اور جو مَیں نے اسی زمانہ میں دوستوں کو سنا بھی دیا تھا۔ اس خطرہ سے ان کو بچا لیا اَور ان کی حفاظت کے سامان کر دئے، اللہ تعالیٰ کی ترکش میں ابھی اَور بھی بے شمار تیر ہیں اور وہ چاہے تو آئندہ بھی ان کی حفاظت کر سکتا ہے اَور خطرناک حالات کو بھی بدل سکتا ہے۔ پس جن لوگوں کا خیال ہے کہ انگریز کمزور ہیں اور لازماً شکست کھائیں گے وہ غلطی پر ہیں۔ اگر انصاف کے قیام کے لئے ان کا وجود اللہ تعالیٰ کے نزدیک ضروری ہوُا تو وہ اب بھی انگریزوں کی حفاظت کے سامان کر دے گا۔ جب ان کا ہاتھ شل ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بلند ہو گا اور جب ان کے سامان ختم ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے سامانوں کے خزانے کھول دے گا اور جب ان کے سپاہی پیچھے ہٹیں گے تو خدا تعالیٰ کے فرشتے آگے بڑھیں گے اور ان کے دشمنوں کو شکست دے دیں گے۔ اس لئے سوال ان کی کمزوری یا طاقت کا نہیں بلکہ یہ ہے کہ انصاف کے قیام سے ان کا تعلق کیسا ہے۔ اگر دوسرے دنیاداروں کی نسبت ان کا وجود قیام انصاف کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مفید ہوُا۔ تو ان کی ظاہری کمزوریاں ان کو ہرگز تباہ نہ کر سکیں گی۔ ہاں اگر انصاف کو انہوں نے قائم نہ رکھا اور ظلم پر کمر باندھ لی تو پھر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے ساتھ نہیں ہوُا کرتا۔ اگر ہمارے لئے خطرہ ان کے جانے کی صورت میں زیادہ ہوُا تو پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کے لئے نہیں بلکہ ہمارے لئے ان کی حفاظت کرے گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بعض نادان سمجھتے ہیں کہ تُرک حرمین کی حفاظت کرتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ حرمین ترکوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اسی طرح اگر انگریزوں کی شکست سے احمدیوں کے لئے خطرہ ہو تو اللہ تعالیٰ

ان کے لئے نہیں بلکہ ہمارے لئے ان کی حفاظت کرے گا اور اس کے فرشتے ان کے ہاتھ مضبوط کریں گے مگر اللہ تعالیٰ کے اس فضل کو جذب کرنے کے لئے احمدیوں کو بھی زیادہ قربانیاں کرنے کی ضرورت ہے اور جو لوگ چند پیسوں کے لئے دوسروں سے دھوکا کریں وہ ان فضلوں کے مورد نہیں ہو سکتے۔ پس اپنے اندر بھی نیک تبدیلی پیدا کرو، اپنے ایمانوں میں اَور اخلاص میں ترقی کرو اور اپنی طرف سے اس بات کے لئے تیار ہو جاؤ کہ اگر خدانخواستہ کسی وقت احمدیت یا اس کے مقدس مقامات کے لئے خطرہ پیدا ہوا تو ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہو گا جو اپنی جان دینے سے دریغ کرے اور قدم پیچھے ہٹائے۔ یہ تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور پھر دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ کے فرشتے نازل ہوتے اور حالات کو ہمارے حق میں بدل دیتے ہیں۔" (الفضل 10 مئی 1942ء)

1: وَ الَّذِیۡنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الۡاِیۡمَانَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ یُحِبُّوۡنَ مَنۡ ہَاجَرَ اِلَیۡہِمۡ وَ لَا یَجِدُوۡنَ فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ حَاجَۃً مِّمَّاۤ اُوۡتُوۡا وَ یُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ وَ لَوۡ کَانَ بِہِمۡ خَصَاصَۃٌ ؕ۟ وَ مَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۔(الحشر: 10)

2: بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ و اذ تستغیثون ربّکم۔الخ